بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادِ نبوی ﷺ

نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فحفظھا وأداھا کما سمعھا (الحدیث)

اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات (حدیث) سنی اسے یاد رکھا اور پھر جیسا سنا ویسے آگے پہنچایا

حجیت، اہمیت و حفاظت حدیث پر مشتمل مقدمہ اور ناصحانہ

چالیس احادیث

تالیف

شیخ العرب والعجم سید علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ علیہ



سلسلہ مطبوعات 34

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادِ نبوی ﷺ

نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فحفظها وأداها کما سمعها (الحدیث)

اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات (حدیث) سنی اسے یاد رکھا اور پھر جیسا سُنا ویسے آگے پہنچایا

حجیت، اہمیت و حفاظت حدیث پر مشتمل مقدمہ اور نایاب مجموعہ

چالیس احادیث

تالیف

شیخ العرب والعجم سید علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

الشیخ عبد الواحد سیالکوٹی ...

مقدمہ

الشیخ عبد العظیم حسن زئی

اسلاف کی روایتوں کا امین

دار التقویٰ کراچی

0320-5081568

نام کتاب : **چالیس احادیث**

تألیف : شیخ العرب والعجم ابومحمد علامہ سید **بدیع الدین** شاہ الراشدی رحمہ اللہ

پیش لفظ : فضیلۃ الشیخ محمد حسن بلتستانی حفظہ اللہ

مقدمہ : فضیلۃ الشیخ عبدالعظیم حسن زئی حفظہ اللہ

اشاعت اوّل : رمضان ۱۴۲۵ھ بمطابق نومبر 2004ء

قیمت : روپے

﴿ادارہ کی مطبوعات مندرجہ ذیل پتوں سے مل سکتی ہیں﴾

☆ الدار الراشدیہ نزد جامع مسجد الراشدی، موسیٰ لین، لیاری، کراچی۔ موبائل **0300-2598143**

☆ مکتبہ نورِ حرم 60 نعمان سینٹر بلاک 5 گلشن اقبال، کراچی۔ فون **4965124**

☆ مکتبہ توحید، محمد جنید، دلی مسجد دہلی کالونی، کراچی۔

☆ عتیق سنز، مین اردو بازار، کراچی فون **2631220**

☆ بیت القرآن، اردو بازار، کراچی۔ فون **2633342**

☆ مکتبہ احیاء الاسلام، کورٹ روڈ، کراچی۔ فون **2635935**

☆ مکتبہ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور۔ **7237184**

☆ مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

☆ مکتبہ اسلامیہ، بھوانہ بازار، فیصل آباد۔ فون **631204**

☆ جامع مسجد عثمان بن عفانؓ سیکٹر **G-11/2**۔ اسلام آباد۔

☆ مکتبہ دار البرّ دکان نمبر 4 بالمقابل سروس اسٹیشن ڈگری کالج چوک، اصغر مال روڈ راولپنڈی

☆ سلفی کیسٹ اینڈ بک سینٹر گجر چوک منظور کالونی کراچی فون: **5888152**

☆ مکتبہ الدعوۃ السلفیہ نزد محمدی مسجد اہلحدیث، پکا قلعہ دروازہ، حیدر آباد۔

فہرس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

میرے محترم استاد ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ علوم اسلامیہ کے مجدد اور محی السنۃ تھے علم و عمل، تعلیم، تہذیب اور تربیت کے لحاظ سے سلف صالحین سے مطابقت رکھتے تھے۔ شاہ صاحب نہ صرف یہ بلکہ وقت کے محدث، مفسر، فقیہ اور علم روایت اور درایت میں مہارت رکھنے والے، انتہائی صاف کردار کے مالک اور نفع بخش کثیر التصانیف اور تسلی بخش بحث کرنے والے عالم باعمل شخصیت تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (مجادله آیت ۱۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند فرمائے گا جو ایمان لائے اور جنہیں علم (کی نعمت) سے نوازا گیا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ (تعالیٰ) اسکی خبر رکھنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کو زیادہ مانگنے کا حکم نہیں دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طه آیت ۱۱)

اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

آیت کریمہ میں رفعت (بلند کرنے) سے دنیاوی اور دینی دونوں بلندیاں مراد ہیں یعنی دنیا میں اچھی عزت اور مقام اور آخرت میں کثرت ثواب اور درجات کی بلندی اسکی دلیل صحیح مسلم کی یہ حدیث ہے۔

ترجمہ:۔نافع بن عبدالحارث خزاعی رحمۃ اللہ علیہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مکہ کے گورنر تھے ان کی ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے عسفان مقام پر ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنا نائب کس کو مقرر کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ابن ابزی کو جو کہ ہمارا آزاد کردہ غلام ہے۔عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے غلام کو کیوں

نائب بنایا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ کتاب اللہ کا عالم ہے اور فرائض کی معلومات رکھتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَ يَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ

یعنی اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ قوموں کو بلندی عطا فرماتا ہے اور کچھ کو پستیوں میں ڈال دیتا ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری (جلد ا ص ۱۴۱) کتاب العلم میں ان آیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ علم سے مراد علوم شرعیہ ہیں جن سے ہر بالغ اور عاقل مسلمان کو اپنے دینی واجبات، عبادات، معاملات، اللہ تعالیٰ ذات، صفات اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

علامہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف **"چالیس احادیث"** مذکورہ باتوں کی آئینہ دار ہے جس پر عمل کر کے دین اور دنیا کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے حدیث کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ

فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا

(قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے) بہترین طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور اس کے علاوہ باقی تمام طریقے گمراہی ہیں لہٰذا ہر وہ شخص جو مسلمان ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابی کی امید رکھتا ہے وہ اس کتاب کو خود پڑھے اس پر عمل کرے اور اسے آگے پہنچائے جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ

نضر الله امرأ سمع مقالتي فحفظها و اداها كما سمعها

ابوعبدالمجید محمد حسین بلتستانی

استاد جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

قرآن مجید کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جب بھی کوئی پیغمبر اللہ کا دین لایا ہے تو نبی کے جانے کے بعد اس دین کو بگاڑنے کا کام تو اس دین کے علماء نے کیا ہے مگر عوام نے بھی علماء کو یہ موقع فراہم کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے اسلام سے قبل اہل کتاب جن میں سب سے زیادہ انبیاء مبعوث ہوئے اور جن کی تاریخ کو قرآن مجید میں سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور بطور مثال و سبق اور عبرت کے اھل کتاب کو ہی بار بار سامنے لایا گیا ہے قرآنی آیات کے تتبع سے ہمارے سامنے ان یہود و نصاریٰ کے دو گروہ سامنے آتے ہیں پہلا گروہ ان علماء کا ہے جنہوں نے پہلے اپنی کتاب اور اپنے دین کو پڑھا، سمجھا اور پھر اس میں اپنے اغراض دنیاوی اور اقتدار کو طول دینے کے لئے تحریف کی جیسا کہ سورہ بقرہ میں مذکور ہے:

وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ (بقرہ:75)

ان میں ایک گروہ تھا جو اللہ کا کلام سنتا تھا اور پھر اس کو سمجھ لینے کے بعد اسمیں تحریف کرتا تھا حالانکہ وہ جانتے تھے (کہ صحیح کیا ہے غلط کیا ہے مگر دین میں تحریف سے باز نہیں آتے تھے)۔

انہی علماء و مذہبی پیشواؤں کے گروہ کا ذکر اس سورۃ کی آیت نمبر 79 میں اس طرح موجود ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

ہلاکت و بربادی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے احکام لکھتے ہیں اور پھر

(عوام سے) کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے احکامات ہیں یہ سب کچھ دنیاوی مال و دولت کے لئے کرر ہے ہیں لہٰذا جو کچھ ان کے ہاتھوں نے لکھا اور جو اس سے کمایا سب انکی ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔

یہ تو تھا کردار اہل کتاب کے علماء و مذہبی رہنماؤں کا۔ دوسرا گروہ ان کے متبعین کا تھا جنہوں نے تقلید علماء کو اس طرح اپنالیا تھا کہ خود کچھ سوچنے سمجھنے کی زحمت نہ کرتے تھے بلکہ یا تو بغیر دینی معلومات کے اپنے رسومات کے تابع تھے یا اپنے علماء کو شریعت سازی کے خدائی اختیارات تفویض کر چکے تھے۔

سورہ بقرہ آیت نمبر ۷۸ میں ان کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے۔

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ اِلَّا اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ

ان میں سے بے پڑھے ہیں کتاب کا علم نہیں رکھتے صرف اپنی آرزوؤں کے تابع اور اپنے خیالات کے پیرو ہیں۔

اس گروہ نے ہی علماء کو شریعت سازی میں اللہ کا شریک و ہمسر بنا کر انہیں دین میں من مانی تحریف و تغیر کا موقع فراہم کیا۔

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توبہ:)

ان اہل کتاب نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کو چھوڑ کر رب بنالیا تھا۔

حدیث شریف میں اہل کتاب کے اس عمل کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ وہ علماء کے حرام کردہ کو حرام اور حلال کردہ کو حلال سمجھتے تھے یہی رب بنانا تھا۔

ان مثالوں کو یہاں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج امت محمدیہ ﷺ بھی تقریباً یہی نمونہ پیش کر رہی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی موجود ہے کہ:

لتتبعن سنن من قبلكم

کہ تم اپنے سے پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) کے نقش قدم پر چلو گے۔

اورفرمایا کہ بنی اسرائیل میں بہتر (72) فرقے بنے تھے، میری اُمت میں تہتر (73) فرقے بنیں گے۔ آپ ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف سچ ثابت ہوئی ہے کہ سب سے پہلے اُمت میں علوی، عباسی، فاطمی، شیعہ، خوارج وغیرہ سیاسی و مذہبی گروہ بنے، پھر حنفی، مالکی شافعی حنبلی کے نام سے چار مذاہب مزید وجود میں آئے پھر تصوف کے سینکڑوں سلسلے پیدا ہوئے، چشتی، سہروردی، قلندری، قادری، معرفانی وغیرہ۔

پھراس کے بعد قادیانی، چکڑالوی، پرویزی، ذکری، فکری جیسے فرقے بنے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ بلکہ آج تو امت محمدیہ میں دن بدن فرقے بڑھتے چلے جارہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ علماء کہلانے والے یا علمیت کا دعویٰ کرنے والے کچھ لوگ قرآن کی یا حدیث کی من مانی تفسیر وتشریح کرلیتے ہیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے عوام میں سے ایک اچھی خاصی تعداد متبعین کی ان کو میسر آجاتی ہے غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے بھی کافی تعداد میں امتی میسر آگئے۔ علی باب کو بھی متبعین کی کثیر تعداد مل گئی۔ ذکری، فکری وغیرہ وغیرہ گروہ بن گئے ہیں جن میں سے ہر فرقہ بما لدیھم فرحون کی تصویر ہے اسی طرح افراط وتفریط کا یہ عالم ہے کہ بعض لوگوں نے صرف ایک آیت یا ایک حدیث پر اپنی جماعت اور گروہ کی بنیاد رکھی ہے کوئی صرف اپنے گروہ کو سماکم المسلمین کا مصداق قرار دے رہا ہے تو کسی نے نماز جوتیوں سمیت پڑھنے والی حدیث کو لے کر باقاعدہ جماعت بنالی ہے۔ دوسری طرف ایسے بھی لوگ ہیں جو ان تمام فرقوں کو غلط قرار دیتے ہیں اور پھر فرقوں کے وجود کو حدیث رسول ﷺ کا قصور قرار دے کر تمام ذخیرہ احادیث تک کو رد کردیتے ہیں ایک طرف اگر صورت حال یہ ہے تو دوسری طرف اس امت کی خوش نصیبی ہے کہ باطل کے علم برداروں کو جواب دینے والے بھی اس امت میں ہی مل جاتے ہیں۔ مثلاً سابقہ امتوں میں جب فرقے اور گروہ بن جاتے تھے تو رفتہ رفتہ وہ دین متحرف ومتغیر ہوکر نابود و ناپید ہوجاتا تھا اور پھر اللہ ایک اور نبی مبعوث فرماتا تھا جو صحیح دین کو رائج کرتا تھا اور تحریف وتغیر کو ختم کرتا تھا۔ مگر اسلام چونکہ آخری دین ہے، آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے

نہیں آنا، اس لئے اب اس دین سے ہر قسم کے باطل نظریات وافکار کو ختم کرنا اس دین کی حفاظت کرنا علماء کی ذمہ داری ہے جو کہ وارثین انبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس اُمت پر احسانِ عظیم ہے کہ ان فرقوں کی تردید کے لئے اُمت کو علمائے حقہ کی ایسی تعداد بھی ہر دور میں میسر رہی ہے جس نے ہر دور میں باطل کا مقابلہ کیا ہے اور آج تک یہ سلسلہ بحمد للہ جاری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ اگر فتنہ قادیان کے رد کے لئے ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء سینہ سپر تھے تو فتنہ انکار حدیث کے لئے بھی معتد بہ تعداد علماء کی ہر دور میں میسر رہی ہے جنہوں نے تحریر وتقریر سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا ہے اور اپنی ساری زندگی خدمت حدیث میں گذار دی ہے ان جلیل القدر ہستیوں میں سے ایک معروف ہمہ جہت و ہمہ صفت شخصیت جناب سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جن کی علمی تصانیف سے ایک عالم واقف ہے اور جن کی خدمت حدیث کا اعتراف ہر سطح پر کیا جا چکا ہے۔ سید صاحب نے اپنی زندگی توحید وسنت کی ترویج کے لئے وقف کر رکھی تھی اگر توحید کے موضوع پر شاہ صاحب کی ضخیم تصانیف قبول خاص وعام حاصل کر چکی ہیں تو حدیث کی تشریح وترویج میں بھی وہ تادم مرگ کوشاں رہے جس کی ایک چھوٹی سی مثال پیش نظر کتاب **''چالیس احادیث''** ہے اس مختصر تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کا مقصد زندگی حدیث کی خدمت تھا ورنہ اتنا نامور مصنف مفسر قرآن اور مشہور مقرر ایک جماعت کا بانی وسربراہ اتنی مختصر کتاب لکھنا اپنی شان کے منافی سمجھتا مگر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کرتے تھے۔ موجودہ دور میں ایسی کتب جو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہوں زیادہ سے زیادہ شائع کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سرگرم عمل گروہ دن رات ایک کر کے فتنہ انکار حدیث پھیلانے میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اس لئے علماء حق نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت وحفاظت کے لئے دن رات کوششیں کی ہیں اور کر رہے ہیں۔ علماء اسلام و علمائے حدیث کی خدمات پر تصنیف شدہ کتب کی فہرست اور انکی مندرج تفصیلات بہت طویل ہیں جن کی یہاں گنجائش نہیں ہے البتہ ہم چند اہم کتابوں کے اقتباسات سے محدثین کی مساعی جلیلہ اور حدیث

رسول ﷺ کے مقام و مرتبہ اور اہمیت اجاگر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جناب ظفر اسحاق انصاری صاحب لکھتے ہیں: رسالت مآب ﷺ ہی اس زمین پر تنہا وہ ہستی ہیں جن کی طرف تا قیامت ہدایت کے لئے رجوع کیا جاتا رہے گا آپ ﷺ کے توسط سے ہمیں اللہ کی آخری کتاب ملی اور آپ ﷺ ہی کے اسوۂ حسنہ سے یہ متعین ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو انسانوں سے کیسا طرز عمل مطلوب ہے یہ اسوۂ حسنہ اصطلاحی مفہوم میں سنت کہلاتا ہے جو قرآن مجید کے ساتھ دین کا دوسرا ماٰخذ ہے رسالت مآب ﷺ کی اس مرکزی حیثیت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کو ہدایت کا سرچشمہ خیال کر کے جملہ امور میں آپ ﷺ کی سنت سے رجوع کیا جائے۔ آپ ﷺ سے اسی تعلق کی بناء پر حدیث کا وہ عظیم الشان علم وجود میں آیا جو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے مسلمان اہلِ علم اس بات سے کبھی غافل نہیں رہے کہ کسی فعل یا قول کی رسالت مآب ﷺ کی طرف نسبت میں کیا نزاکتیں ہیں اس لئے انہوں نے اس بات کی ہر ممکن کوشش کی کہ اس انتساب کو ممکنہ حد تک ہر شک وشبہ سے بالاتر بنا دیا جائے۔ ان کی انہیں کوششوں کا حاصل حدیث کے وہ علوم ہیں جن میں ایک طرف درایت کے پیمانے متعین کیے گئے تو دوسری طرف اسماء الرجال کا وہ علم وجود میں آیا جس کے تحت ان تمام لوگوں کے احوال مرتب کئے گئے جو کسی طرح بھی روایت حدیث سے متعلق تھے علم، دیانت، حسب ونسب ہر زاویے سے ان خواتین وحضرات کے درجات کا تعین کیا گیا جن کی بنیاد پر روایت کی صحت یا عدم صحت کے بارے میں حکم لگایا جاسکتا ہے۔ روایت کو پرکھنے کا یہ عمل مسلمان محدثین کی غیر معمولی کاوشوں کے نتیجے میں ایک نہایت اعلیٰ وارفع علمی مقام تک پہنچا۔ **(معجم اصطلاحات حدیث)**۔

حدیث رسول ﷺ کی شریعت میں اس اہمیت کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفاظت حدیث کے لئے گراں قدر کوششیں کیں انہیں یاد کیا، لکھا، آگے پہنچایا۔ اگر حدیث کی ضرورت نہ ہوتی تو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کبھی بھی لاکھوں کی تعداد میں احادیث کو جمع نہ کرتے ان کی حفاظت نہ کرتے مگر تاریخ سے ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے دور میں ہی احادیث لکھنی شروع کر دی تھیں

مگر منکرین حدیث کا اعتراض یہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں حدیث کی کتابت نہیں ہوئی تھی اسکا تسلی بخش جواب ذیل کے طویل اقتباس سے مل جائے گا۔

کیا قرآن کی طرح حدیث کی کتابت بھی عہد رسالت میں شروع ہوگئی تھی؟

کتابتِ حدیث سے ممانعت کی وجہ:۔ قرآن کریم آیت آیت اور سورت سورت کر کے قسط وار نازل ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے قرآن کی کتابت کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر کر رکھا تھا۔ اگر چہ قرآن کریم جزالت معانی ضخامت الفاظ اور حسن نظم و ترتیب کے اعتبار سے انسانی کلام سے ممتاز ہے اور بڑے بلغاء۔ اس کے مقابلہ سے عاجز آ چکے ہیں۔ تاہم جو شخص فن بلاغت سے بہرہ ور نہ ہو وہ غلطی میں مبتلا ہوسکتا ہے ایسا شخص دقائق بلاغت کا راز دان نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کریم اور حدیث نبوی میں فرق نہیں کر سکتا لہٰذا اس اشتباہ و التباس سے بچنے اور تغیر و تبدل کے خطرہ سے محفوظ رہنے کے لئے جس میں یہود و نصاریٰ مبتلا ہو گئے تھے، نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو کتابت حدیث سے روک دیا تھا۔ تاکہ قرآن کریم کے لئے وسیع میدان موجود رہے۔ اور اسے حفظ و کتابت کے ذریعے محفوظ کیا جا سکے۔ وہ حفاظ کے سینوں میں اپنے قدم جمالے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کان اسی کے نغموں سے مانوس ہو جائیں اور اس طرح التباس کا خطرہ باقی نہ رہے۔ ان وجوہ و اسباب کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حدیثیں لکھنے سے روک دیا تھا۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قرآن کے سوا مجھ سے سن کر کچھ نہ لکھو۔ جس نے قرآن کے سوا کوئی بات مجھ سے لکھی ہو، اسے مٹا دے۔ (صحیح مسلم)۔

جیسا کہ مذکورہ صدر حدیث میں مذکور ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کتابت حدیث سے روکا اور حافظہ پر اعتماد کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے حدیث کی نقل و روایت سے

روکا نہیں تھا۔ بلکہ اس کی اجازت مرحمت فرمائی اور دروغ گوئی سے اجتناب کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ صحابہ کی قوت حافظہ ضرب المثل کی حد تک مشہور تھی۔ اس لئے حدیثوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہرگز دامن گیر نہ تھا۔ کتابت حدیث سے منع کرنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی قوت حافظہ ضائع نہ ہونے پائے۔ اگر وہ لکھنا شروع کر دیتے تو تحریر پر بھروسہ کر کے وہ قوت حافظہ سے کام لینا چھوڑ دیتے اور اس طرح رفتہ رفتہ ان کی قوت حافظہ جواب دے دیتی۔ اس پر تیسری وجہ کا اضافہ فرمائیے۔ جو یہ ہے کہ کتابت اس دور میں عام نہ تھی کہ حفظ کی جگہ لے سکتی۔ بخلاف ازیں کتابت کا دائرہ صرف چند افراد تک محدود تھا۔ اور وہ صرف قرآن لکھنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوتی خطوط کی تحریر و تسوید کے سلسلہ میں کتابت سے مدد لیتے تھے۔ بجز اس کے ان کے یہاں کتابت کا دوسرا کوئی استعمال سرے سے تھا ہی نہیں۔ بنا بریں اگر ان کو حدیثیں لکھنے کے لئے مکلّف و مامور کیا جاتا تو بڑی دشواری میں مبتلا ہو جاتے اور کتاب و سنت میں فرق و امتیاز نہ کر پاتے۔

منع و جواز کتابت کی احادیث میں تطبیق

سوال: معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ منع کتابت پہلو بہ پہلو ایسی احادیث بھی موجود ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ مثلاً یہ حدیث کہ فتح مکہ کے دن جو خطبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ یمن کے ایک شخص ابو شاہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے لکھوا دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خطبہ ابو شاہ کو لکھ دو۔ (بخاری کتاب العلم) اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کے سوا دوسرا کوئی شخص مجھ سے زیادہ حدیثیں نہیں جانتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبداللہ لکھ لیا کرتا تھا اور میں لکھتا نہ تھا۔ اور اس قسم کے دیگر آثار و شواہد جو اباحت کتابت پر دلالت کرتے ہیں بظاہر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی منع کتابت پر مشتمل سے متعارض ہیں۔ اب قابل استفسار امر یہ ہے کہ اس کا جواب کیا ہے؟

جواب: اس سوال کے متعدد جواب ہیں:

[1]۔آپ نے کتابت حدیث سے اس وقت منع فرمایا تھا جب قرآن نازل ہو رہا تھا مبادا قرآن و حدیث دونوں باہم مل جل جائیں۔لکھنے کی اجازت اس وقت دی، جب التباس کا خطرہ ٹل گیا۔

[2]۔ممانعت کا مطلب یہ تھا کہ قرآن و حدیث دونوں کو ایک ہی صفحہ پر ایک جگہ نہ لکھا جائے۔اگر دونوں کو الگ الگ لکھا جائے اور التباس کا خطرہ نہ ہو تو لکھنے کی اجازت ہے۔

[3]۔آپ سے پہلے کتابت حدیث سے اس خطرہ کے پیش نظر منع فرمایا کہ کتاب وسنت دونوں مخلوط نہ ہو جائیں۔یا اس لئے فرمایا کہ لوگ تحریر پر بھروسہ کر کے قوت حافظہ کی اہمیت سے غافل نہ ہو جائیں۔ اور اس طرح قوت حافظہ بیکار ہو جائے۔ جب التباس کا خطرہ باقی نہ رہا اور اس بات کا بھی اطمینان ہو گیا کہ لوگ تحریر پر بھروسہ نہیں کریں گے تو آپ نے اس کی اجازت دے دی۔لہٰذا دوسرا حکم پہلے حکم کا ناسخ ہے۔

[4]۔بعض علماء اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث دراصل حدیث نہیں بلکہ یہ ان کا اپنا قول ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدّثین نے اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ بہرکیف یہ مسلمہ صداقت ہے کہ عہد رسالت میں حدیث کی کتابت اس طرح نہیں ہوئی تھی جس طرح قرآن کریم کی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کاتب کو حدیثیں لکھنے کا حکم نہیں دیا تھا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے عہد رسالت میں حدیثیں لکھنے کا جو ثبوت ملتا ہے وہ بہت کم ہے زیادہ تر ان کا اعتماد اس دور میں قوت حافظہ پر تھا۔اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث موقوف نہیں جیسا کہ بعض محدّثین نے کہا ہے بلکہ مرفوع ہے تاہم ہمارا زاویہ نگاہ اس ضمن میں یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حکم کتابتِ حدیث کی اجازت پر مشتمل تھا۔اسکے دلائل حسب ذیل ہیں:۔

[1]۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مرض الموت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس لکھنے کا سامان لاؤ تا کہ میں ایسی چیز لکھ دوں جس کی موجودگی میں تم میرے بعد گمراہ نہ ہوسکو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مرض الموت میں صحابہ کے لئے کچھ لکھوانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا تاکہ آپ کی وفات کے بعد ان میں اختلاف پیدا نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ اسی بات کا ارادہ کر سکتے تھے جو جائز اور درست ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں منعِ کتابتِ حدیث کا جو حکم دیا گیا وہ اس حدیث سے منسوخ ہے۔

امام احمد نے مسند میں، بیہقی نے مدخل میں اور محدّث عقیلی نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمام صحابہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی مجھ سے زیادہ حدیثیں جاننے والا نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی اجازت طلب کی تھی جو آپ سے سنوں، اسے لکھ لیا کروں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تھی۔

کتابت حدیث کے بارے میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آغاز اسلام میں یہ ممنوع تھا۔ جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ ظاہر ہے کہ اس میں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ یہ اجازت تمام صحابہ کے لئے تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس وقت وفات پائی، جب کتابت حدیث کی عام اجازت دے دی گئی تھی۔ (فتح الباری ج1 ص182)۔

عہد رسالت کے بعد کتابت حدیث

جب رسول اکرم ﷺ نے وفات پائی تو حدیث کی تدوین اس طرح نہیں ہوئی تھی کہ جس طرح قرآنِ عزیز مدون ہو چکا تھا۔ اس کے وجوہ واسباب ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ خلفائے راشدین نے بھی اپنے عصر وعہد میں احادیث نبویہ کی اوراق وصحف میں جمع نہ کیا۔ مبادا لوگ ان کو قرآنی صحیفے سمجھنے لگیں۔ اوراس طرح قرآن وحدیث آپس میں مل جائیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ قرآن کے درس وتلاوت سے باز رہیں گے۔ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ خلفائے راشدین نے اس

خطرے کے پیش نظر قلت روایت کا حکم دیا تھا کہ لوگ کہیں حدیث میں منہمک ہو کر قرآن کو خیر باد نہ کہہ دیں خصوصاً جب کہ لوگوں کی اکثریت اس عہد میں جدید الاسلام تھی اور قرآن ان کے سینوں میں ابھی راسخ نہ ہو پایا تھا۔

یہی خدشات تھے جن کو ملحوظ رکھتے ہوئے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے کتابت حدیث کے بارے میں مشورہ لیا اور انہوں نے حدیثیں لکھنے کی رائے دی تھی۔ تاہم آپ کتابت حدیث سے باز رہے کہ مبادا لوگ ان سے قرآنی صحیفوں جیسا سلوک کرنے لگیں اور عوام قرآن و حدیث میں فرق و امتیاز کرنے سے قاصر رہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر لوگ اس غلطی میں مبتلا ہو جائیں جس میں اہل کتاب ہوئے تھے۔ اہل کتاب کا یہ شیوہ تھا کہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ ایک تحریر لکھتے اور اس کے بارے میں یہ دعویٰ کرتے کہ وہ من جانب اللہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے کتاب الٰہی کو پس پشت ڈال دیا۔ قرآن عزیز میں فرمایا:

وَ مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ
فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اور ان (اہل کتاب) میں سے ان پڑھ لوگ ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے وہ صرف اپنی خواہشات سے واقف ہیں۔ اور صرف اندازے لگاتے ہیں۔ ان لوگوں کیلئے ہلاکت ہے جو اپنے ہاتھوں کے ساتھ تحریر لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے۔

امام بیہقی مدخل میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حدیثیں لکھنے کا ارادہ کیا اور اس ضمن میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا۔ انہوں نے حدیثیں لکھنے کی رائے دی۔ بعد ازاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس مسئلے میں ایک ماہ تک استخارہ کرتے رہے۔ ایک صبح بڑے وثوق کے ساتھ فرمایا کہ میں نے حدیثیں لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ مجھے ایک قوم یاد آ گئی جو تم سے پہلے آباد تھی۔ اس قوم نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کچھ تحریریں لکھیں پھر ان پر جم گئے اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا اللہ کی قسم

میں کتاب اللہ کے ساتھ کسی چیز کو مل جل جانے کی اجازت نہ دوں گا۔(تدریب الراوی ص 151)۔

اس میں شبہ نہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے اس عصر وعہد سے بالکل ہم آہنگ تھی جس میں آپ بقید حیات تھے۔وہ لوگ ابھی نئے نئے قرآن سے آشنا ہوئے تھے خصوصاً وہ لوگ جو بیرونی ممالک سے آ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔اگر حدیثیں اس دور میں مدوّن ہو کر لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچ جائیں اور لوگ ان کے حفظ و درس میں لگ جاتے تو قرآن عزیز کے ساتھ ان کا تصادم ہو جاتا اور اس بات کا قوی امکان تھا کہ قرآن وحدیث باہم مخلوط ہو جاتے اور بہت سے لوگ آج فرق نہ کر سکتے۔اس لئے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد بصیرت وفراست کے پیش نظر یہ چاہا کہ لوگوں کو قرآن کریم تک محدود رکھیں۔مقدور بھر اس بات کی کوشش کی جائے کہ قرآن لوگوں کے سینوں میں جگہ پالے۔اور عام وخاص میں پھیل جائے۔امکانی حد تک لوگوں کو شکوک واوہام سے بچایا جائے۔اس لئے پہلے آپ نے قلت روایت کا حکم دیا اور پھر حدیثیں لکھنے سے اس لئے روک دیا کہ فتنہ وفساد کا یہ دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حدیثوں کو ضائع کر دیا۔اس لئے کہ اس دور کے لوگ نیکی پر قائم تھے ان کی قوت حافظہ نہایت زبردست تھی اور احادیث کو محفوظ رکھ سکتی تھی جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد آنے والے خلفاء ان کے نقش قدم پر رواں دواں رہے اور کسی نے بھی تدوین حدیث کی کوشش نہ کی اور نہ ہی لوگوں کو اس بات کا حکم دیا جب خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ آیا تو آپ نے عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حدیثیں جمع کرنے کا حکم دیا۔ان کے زمانہ تک کتاب الٰہی حفاظت کے تمام مدارج طے کر چکی تھی۔اور احادیث کے ساتھ التباس واشتباہ کا خدشہ باقی نہ رہا تھا۔

اولین خلیفہ جس نے تدوین کا آغاز کیا

پہلی صدی ہجری ختم ہونے کو تھی ابھی تک کسی خلیفہ نے علماء کو حدیث کی جمع وتدوین کا حکم نہیں دیا تھا حدیث نبوی کا انحصار اب تک یا تو لوگوں کی قوت حافظہ پر تھا اور یا انکی ذاتی تحریروں پر جو بعض صحابہ

کے پاس محفوظ تھیں وہ ان تحریری مسودات سے خود استفادہ کرتے یا طلب کرنے والے کو دے دیتے عہد رسالت سے لے کر اس قدر طویل عرصہ گزر جانے کا اثر یہ ہوا کہ قرآن لوگوں کے قلب وذہن میں راسخ ہو گیا دور ونزدیک کے رہنے والے خاص وعام قرآن عزیز کی تلاوت بلاشک واختلاف کرنے لگے جونہی ایک مسلم قرآن کا ایک حرف سنتا تو فوراً پہچان لیا جاتا کہ یہ قرآن کے سوا کچھ اور نہیں۔ قرآنی الفاظ کی متانت، اس کی جزالت اسلوب اور قوت اعجاز اس کے کلام الٰہی ہونے کی زندہ دلیل تھی۔

عہد رسالت کے بعد اس مدت مدید کے گزر جانے کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ حدیث نبوی کے حامل صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے۔ اور بکثرت اہل بدعت مثلاً رافضی وخوارج کو یہ موقع ملا کہ انہوں نے حسب مرضی حدیثیں وضع کرنا شروع کر دیں اس دور میں عرب وعجم اقوام میں اختلاط کے مواقع پیدا ہوئے وہ باہم شادی بیاہ کرنے لگے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب وعجم کے میل جول سے ایک نئی قوم معرض وجود میں آئی جس میں حفظ وضبط کی اس قوت کا فقدان تھا جو عربوں کی خصوصیت چلی آتی تھی۔

جب 99ء میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسند خلافت کو زینت بخشی تو آپ نے خداداد فراست وبصیرت سے حدیث نبوی پر نگاہ ڈالی اور اس کی کتابت وتدوین کو ایک فریضہ تصور کیا۔ ان کے عصر وعہد میں کتابت حدیث کے موانع زائل ہو چکے تھے۔ اور جمع تدوین کے محرکات ودواعی بے شمار تھے ان کے پیش نظر سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کو حدیث کی جمع وتدوین کا حکم صادر فرمایا۔ آپ نے ابوبکر بن حزم کے نام ایک خط میں تحریر کیا:

"احادیث نبویہ جہاں بھی ملیں، ان کو لکھ لو، اس لئے کہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے رخصت ہو جانے کا خدشہ دامن گیر ہے حدیث نبوی کے سوا اور کچھ قبول نہ کیجئے۔ علم کی اشاعت کیجئے اور بیٹھ کر درس دیجئے تاکہ جو شخص نہیں جانتا وہ جان لے، یاد رکھئے کہ علم اس وقت تک معدوم نہیں ہوتا جب تک اسے پوشیدہ نہ رکھا جائے" (صحیح بخاری)۔

ابونعیم لکھتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اطراف ملک میں یہ حکم لکھ بھیجا کہ احادیث نبویہ کو

تلاش کر کے جمع کیجئے۔(تاریخ اصبہان)۔

امام محمد بن حسن امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ کے گورنر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ احادیث نبویہ تلاش کر کے لکھئے۔ اس لئے کہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے رخصت ہو جانے کا ڈر ہے۔(مؤطا امام مالک)۔

سابق الذکر روایات اس حقیقت کی آئینہ داری کرتی ہیں کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اطراف ملک میں حدیث لکھنے پر مشتمل احکام بھیجے تھے۔لیکن سوال یہ ہے کہ احادیث کی جمع و تدوین میں سبقت و تقدم کا شرف کس کے حصے میں آیا؟ حفاظ حدیث کا متفقہ بیان یہ ہے کہ سب سے پہلے امام ابن شہاب زہری نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ایما پر احادیث کی جمع و تدوین کی داغ بیل ڈالی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت کتابت حدیث کو ناپسند کرتی تھی، وہ چاہتے تھے کہ جس طرح انہوں نے وہ احادیث اپنے حافظہ میں محفوظ رکھیں، اسی طرح دوسرے لوگ بھی ان احادیث کو یاد کرلیں مگر جب ہمتیں پست ہوگئیں اور علماء علم کے ضائع ہو جانے سے ڈرنے لگے تو انہوں نے احادیث کو مدون کرلیا۔اس ضمن میں سبقت کا شرف امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔آپ نے پہلی صدی ہجری کے اختتام پر جناب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حدیثیں جمع کیں۔پھر تدوین و تصنیف کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔اور اس سے (ملت اسلامیہ کو) بڑا فائدہ پہنچا۔**
>
> **(فتح الباری ج1 ص815)۔**

اس دور میں تدوین حدیث کا طریقہ یہ تھا کہ ایک کتاب میں ایک موضوع سے متعلق احادیث کو یک جا کر دیا جاتا تھا۔مثلاً نماز سے متعلق احادیث کو ایک جداگانہ تصنیف میں جمع کر دیتے۔اسی طرح روزہ، زکوٰۃ اور طلاق وغیرہ کے مسائل کو الگ الگ تصانیف میں تحریر کرتے۔مگر افسوس ہے کہ اس عہد کی کوئی

تصنیف ہم تک نہیں پہنچی اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء نے ان تصانیف کو اپنی کتب میں ضم کر لیا اور اس طرح ان کی جداگانہ حیثیت باقی نہ رہی۔ چونکہ یہ تصانیف جن احادیث پر مشتمل تھیں وہ علماء کو زبانی یاد بھی تھیں، اس لئے وہ ان احادیث کو اپنی تصانیف میں سمونے کے لئے حق بجانب تھے۔

(تاریخ حدیث ومحدثین، محمد ابوزہرہ)۔

کتابت حدیث وحفاظت حدیث کے لئے اس اہتمام اور محدّثین کرام وعلمائے دین کی تمام تر کوششوں ومحنتوں کے باوجود عقیدہ اعتزال کے حاملین کے پیروکاروں نے برصغیر پاک و ہند میں دوبارہ سر اٹھایا اور باقاعدہ منظم طریقے سے حدیث رسول ﷺ پر اعتراضات شروع کئے۔ پہلے اس کے وحی ہونے کا انکار کیا گیا پھر اسے عجم کی سازش کہہ کر اس کے وجود سے ہی انکار کر دیا گیا۔ برصغیر میں شروع سے عقیدے کی ناپختگی، علم کی کمی اور مختلف ادیان و مذاہب کی موجودگی کی بنا پر کسی بھی قسم کا دعویٰ کرنے والا یا جماعت وگروہ بنانے والا اپنے گرد افراد اکٹھا کرنے میں جلدی کامیاب ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ غلام احمد قادیانی نے برصغیر میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ تصوف کے سارے سلسلے برصغیر میں زیادہ پھلے پھولے اور پھیلے اور مستحکم ہوئے۔ اس طرح سب سے زیادہ سیاسی جماعتیں اور پارٹیاں بھی برصغیر میں پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فتنہء انکارِ حدیث کو بھی برصغیر پاک و ہند میں زیادہ پذیرائی ملی۔ برصغیر میں سب سے پہلے جن لوگوں نے اس فتنے کو فروغ دیا اس بارے میں ماہنامہ محدّث کے فتنہء انکارِ حدیث نمبر میں موجود تفصیل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس فتنے کا موجد کون تھا اور پھر رفتہ رفتہ کس نے اسے پروان چڑھایا۔

مولانا ثناءَ اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جو حجیت حدیث پر علمی وتحقیقی کام اور منکرین حدیث سے مختلف مناظروں کے حوالے سے کافی شہرت رکھتے ہیں، ہندوستان میں انکارِ حدیث کی آواز اٹھانے والوں کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید احمد خان علیگڑھی نے حدیث کی حجیت سے انکار کی

آواز اٹھائی۔ ان کے بعد پنجاب میں مولوی عبداللہ چکڑالوی مقیم لاہور نے ان کا تتبع کیا بلکہ سرسید مرحوم سے ایک قدم آگے بڑھے۔ کیونکہ سرسید حدیث کو شرعی حجت نہ جانتے تھے لیکن عزت واحترام کرتے تھے۔ واقعاتِ نبوی ﷺ کا صحیح ثبوت کتب احادیث سے دیتے تھے۔ برخلاف ان کے مولوی عبداللہ چکڑالوی حدیث نبوی ﷺ کو "لہوالحدیث" سے موسوم کرتے۔

فتنہء انکارِ حدیث کی تاریخ مولانا محمد تقی عثمانی یوں بیان کرتے ہیں:

"یہ آواز ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید احمد خان اور ان کے رفیق مولوی چراغ علی نے بلند کی، لیکن انہوں نے انکارِ حدیث کے نظریہ کو علی الاعلان اور بوضاحت پیش کرنے کی بجائے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جہاں کوئی حدیث اپنے مدعا کے خلاف نظر آئی، اس کی صحت سے انکار کر دیا، خواہ اس کی سند کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو۔ اور ساتھ ہی کہیں کہیں اس بات کا بھی اظہار کیا جاتا رہا کہ یہ احادیث موجودہ دور میں حجت نہیں ہونی چاہئیں اور اس کے ساتھ بعض مقامات پر مفید مطلب احادیث سے استدلال بھی کیا جاتا رہا۔ اسی ذریعے سے تجارتی سود کو حلال کیا گیا، معجزات کا انکار کیا گیا، پردہ کا انکار کیا گیا اور بہت سے مغربی نظریات کو سندِ جواز دی گئی۔ ان کے بعد نظریہء انکارِ حدیث میں اور ترقی ہوئی اور یہ نظریہ کسی قدر منظم طور پر عبداللہ چکڑالوی کی قیادت میں آگے بڑھا اور یہ ایک فرقہ کا بانی تھا جو اپنے آپ کو "اہل قرآن" کہتا تھا۔ اس کا مقصد حدیث سے کلیتاً انکار کرنا تھا۔ اس کے بعد اسلم جیراج پوری نے اہل قرآن سے ہٹ کر نظریہ اور آگے بڑھایا، یہاں تک کہ پرویز غلام احمد نے اس فتنہ کی باگ دوڑ سنبھالی اور اسے منظم نظریہ اور مکتب فکر کی شکل دے دی۔ نوجوانوں کے لئے اس کی تحریر میں بڑی کشش تھی، اس لئے اس کے زمانہ میں یہ فتنہ سب سے زیادہ پھیلا"۔

برصغیر میں منکرین حدیث کے سلسلوں کو تاریخی ترتیب سے بیان کرتے ہوئے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"اس طرح فنا کے گھاٹ اتر کر یہ انکارِ سنت کا فتنہ کئی صدیوں تک اپنی شمشان بھومی میں پڑا رہا، یہاں تک کہ تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں پھر جی اٹھا۔ اس نے پہلا جنم عراق میں لیا تھا، اب دوسرا جنم اس نے ہندوستان میں لیا۔ یہاں اس کی ابتداء کرنے والے سر سید احمد خان اور مولوی چراغ علی تھے۔ پھر مولوی عبداللہ چکڑالوی اسکے علم بردار بنے۔ اسکے بعد مولوی احمد الدین امرتسری نے اس کا بیڑا اٹھایا، پھر مولانا اسلم جیراج پوری اسے لے کر آگے بڑھے اور آخر کار اسکی ریاست چوہدری غلام احمد پرویز کے حصے میں آئی، جنہوں نے اس کو ضلالت کی انتہا تک پہنچادیا۔

برصغیر میں فتنہء انکار حدیث کی ابتداء کس نے کی؟

درج بالا آراء کے مطابق برصغیر پاک و ہند میں فتنہ انکارِ حدیث کو سر سید احمد خان، مولوی چراغ علی، مولوی عبداللہ چکڑالوی، مولوی احمد الدین امرتسری، حافظ اسلم جیراج پوری اور چوہدری غلام احمد پرویز نے فروغ دیا اور اس کی ابتداء سر سید احمد خان اور مولوی چراغ علی نے کی۔ لیکن بعض محققین کے نزدیک برصغیر میں فتنہ انکارِ حدیث کے بانی عبداللہ چکڑالوی تھے جنہوں نے حجیت حدیث کا کھلا انکار کیا۔

اس بارے میں مفتی رشید احمد لکھتے ہیں:

عبداللہ چکڑالوی نے سب سے پہلے انکارِ حدیث کا فتنہ برپا کر کے مسلمانانِ عالم کے قلوب کو مجروح کیا۔ مگر یہ فتنہ چند روز میں اپنی موت خود مر گیا۔ حافظ اسلم جیراج پوری نے دوبارہ اس دبے ہوئے فتنہ کو ہوا دی اور بجھی ہوئی آگ کو دوبارہ جلا کر عاشقانِ شمع رسالت ﷺ کے جروح پر نمک پاشی کی اور اب غلام احمد پرویز بٹالوی نگران رسالہ

''طلوعِ اسلام'' اس آتش کدہ کی تولیت قبول کر کے رسول دشمنی پر کمر بستہ ہیں''۔

عبدالقیوم ندوی اپنی رائے درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''حجیت حدیث کا کھلا انکار مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے کیا۔ اس سے پہلے صراحتاً انکار ملحدین اور زنادقہ سے بھی نہ ہوسکا''۔

حکیم نورالدین اجمیری اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہندوستان میں فتنہء انکارِ حدیث کی خشت اوّل عبداللہ چکڑالوی نے رکھی تھی اور اسی بنیاد پر مولانا اسلم جیراج پوری اور جناب پرویز جیسے اہل قلم ایک قلعہ تیار کررہے ہیں''

حدیث کا کھلا انکار، چودہویں صدی میں، کے عنوان کے تحت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''مولوی عبداللہ چکڑالوی پہلے شخص ہیں جنہوں نے علوم سنت کی کھلی مخالفت کی''۔

منکرین حدیث کے تعارف اور فتنہ انکارِ حدیث کی ابتدا کے بارے میں پیش کی گئی مختلف آراء کے تجزیہ سے اس امر کی وضاحت ہورہی ہے کہ سرسید احمد خان اور مولوی چراغ علی نے انکارِ حدیث کے نظریہ کو علی الاعلان اور بوضاحت پیش نہیں کیا بلکہ جہاں کوئی حدیث اپنے مدعا کے خلاف دیکھی، اس کی صحت سے انکار کردیا خواہ اس کی سند کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو۔ مزید یہ کہ بعض مقامات پر اپنے لئے مفید مطلب احادیث سے استدلال بھی کرتے رہے۔ خود سرسید احمد خان حدیث کی عزت و احترام بھی کرتے تھے اور واقعاتِ نبویہ ﷺ کا صحیح ثبوت کتب احادیث سے دیتے تھے۔ انہوں نے تمام احادیث کی صحت کا انکار نہیں کیا البتہ احادیث کی صحت کے بارے میں ان کا اپنا ایک خودساختہ معیار ہے، چنانچہ سرسید لکھتے ہیں:

''جناب سید الحاج مجھ پر اتہام فرماتے ہیں کہ میں کل احادیث کی صحت کا انکار کرتا ہوں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ محض میری نسبت غلط اتہام ہے۔ میں خود بیسیوں حدیثوں سے، جو میرے نزدیک روایتاً صحیح ہوتی ہیں، استدلال کرتا ہوں''

محققین علماء کرام کی مذکورہ آراء کے مطابق عبداللہ چکڑالوی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے برصغیر میں کھل کر حدیث کا انکار کیا اور فرقہ ''اہل قرآن'' کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کے بعد مولوی احمد الدین امرتسری نے انکارِ حدیث کے فتنے کا بیڑا اٹھایا اور حافظ اسلم جیراج پوری نے اس نظریہ کو مزید آگے بڑھایا۔ آخر میں غلام احمد پرویز نے انکارِ حدیث کو ایک منظم نظریہ اور مکتب فکر کی صورت میں پیش کیا۔

برصغیر میں انکارِ حدیث کے علمبرداروں میں مولوی محب الحق عظیم آبادی، تمنا عمادی، قمر الدین قمر، نیاز فتح پوری، سید مقبول احمد، علامہ مشرقی، حشمت علی لاہوری، مستری محمد رمضان گوجرانوالہ، محبوب شاہ گوجرانوالہ، خدا بخش، سید عمر شاہ گجراتی اور سید رفیع الدین ملتانی بھی شامل ہیں۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق بھی انکارِ حدیث کے مرتکب ہوئے مگر بعد میں انہوں نے نہ صرف رجوع کر لیا بلکہ تاریخ حدیث پر ایک مدلل کتاب بھی تالیف کی۔

فکر انکار حدیث کے علمبردار جیسے جیسے اپنی کوششیں بڑھاتے تھے اور بڑھا رہے ہیں، علمائے حق ان کے ردّ اور جواب کے لئے ہمہ وقت تیار و کمربستہ ہیں۔ قرون اولیٰ سے ہی اس بارے میں علمی مواد سے بھرپور کتب تصنیف کی گئی ہیں جنکے ذریعے سے اس فتنہ کا سدباب کیا جاتا رہا ہے۔

ویسے تو انکارِ حدیث کے جواب اور حجیت حدیث و خدمت حدیث کے بارے میں بیشمار کتب لکھی گئی ہیں اور لکھی جارہی ہیں مگر امہات الکتب کی ایک فہرست ڈاکٹر سہیل حسن کی کتاب معجم اصطلاحات حدیث سے پیش کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ علمائے حدیث کبھی بھی اپنی ذمہ داری سے غافل نہیں رہے۔ ڈاکٹر صاحب کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''ہمارے دین کی بنیاد قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ پر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ان دونوں کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے، قرآن کریم کے بارے میں تو ارشادِ باری تعالیٰ بالکل واضح ہے: ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ'' (ہم ہی نے اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)

(الحجر:9) اسی طرح نطقِ رسول ﷺ کو بھی وحی قرار دیا گیا ہے، قرآن مجید میں ہے:
"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى" (اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے) (النجم:2-3)۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ مفتاح الجنہ صفحہ 73 پر فرماتے ہیں:

سنت اللہ تعالیٰ کے فرمان کے قائم مقام ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ" (النحل:44) (یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں)۔

اس طرح سنت بھی قرآن کے ساتھ ساتھ محفوظ ہے، کیونکہ سنت بھی اس ذکر میں سے ماخوذ ذکر ہے۔

سنت کی حفاظت کا سب سے اہم ہتھیار سند ہے، سند کے بغیر حدیث کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

الاسناد عندی من الدین ولو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء

میرے نزدیک سند دین کا حصہ ہے اور اگر سند نہ ہوتی تو جو چاہتا کہہ ڈالتا (مقدمہ صحیح مسلم)

امام ابوعبداللہ الحاکم النیشاپوری مذکورہ بالا قول نقل کرنے کے بعد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"اگر اسناد نہ ہوتیں اور محدثین کرام ان کو طلب نہ کرتے اور کثرت سے یاد نہ رکھتے تو اسلام کی علامتیں مٹ جاتیں، جھوٹی احادیث گھڑ لی جاتیں، اسنادِ حدیث کو الٹ پلٹ کر دیا جاتا اور اس طرح اہل بدعت غالب آ جاتے، کیونکہ اگر احادیث کو اسناد سے بے نیاز کر دیا جائے تو وہ بالکل بے بنیاد رہ جائیں گی"۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص:6)۔

رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو اگر پوری صحت اور دقتِ نظر سے منتقل کرنا ہو تو لازم ہے کہ صحیح سند کو ملحوظ رکھا جائے اور صحت سند کے ضروری ہے کہ وہ روایت ثقہ اور عادل راویوں سے منتقل ہوتی ہوئی ہم تک پہنچی

ہو۔اسی مقصد کے لئے ائمہ حدیث نے حدیث کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک رکھنے کی پوری سعی کی۔ انہوں نے صحیح احادیث کے مجموعے مرتب کئے اور ہر وہ چیز جو ہمارے دین کے لئے لازمی ہے، اسے سند کے ذریعے منتقل کرنے کا التزام کیا۔قرآن کریم کی تفسیر، ارشاداتِ نبویہ، اقوال صحابہ، قاضیوں کے فیصلے، فقہاء کے فتاویٰ، عربی زبان کے قواعد، اشعار اور تاریخی واقعات وغیرہ سب سند کے ذریعے منقول ہوں تو حجت مانے جاتے ہیں۔

سند کے علم کو مزید ترقی دینے کے لئے علم رجال کا فن وجود میں آیا اور محدّثین کرام نے ان ہزاروں راویانِ حدیث کے حالات زندگی، حصول علم اور طلب حدیث کے بارے میں تمام معلومات مرتب کر دیں، نیز ثقہ اور ضعیف کا فرق بتا دیا۔راویان حدیث کو مختلف طبقات اور درجات میں تقسیم کر کے سند کے حوالے سے کوئی رائے قائم کرنے کے لئے بنیاد فراہم کر دی اور اس کی بنیاد پر حدیث کو پرکھنے اور قبول کرنے کے معیار مقرر کر دیئے گئے۔حدیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے قواعد و ضوابط وضع کرنے کا فن، اصول حدیث یا علوم حدیث یا مصطلح حدیث کہلاتا ہے۔

محدّثین کرام نے علم حدیث کی تمام اقسام پر عمدہ کتابیں مرتب کرنے کی کوششیں کیں۔جس شخص کو علم مصطلح الحدیث پر اولین مرتب کاوش پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا، وہ چوتھی صدی کے محدّث قاضی ابو محمد الرامہرمزی (ف 360ھ) ہیں۔ان کے بعد مختلف علماء محدّثین کرام نے اپنے اپنے انداز میں ہر زمانے میں کتابیں لکھیں۔ڈاکٹر خالد علوی نے اپنے ایک مقالے میں ان تمام تصانیف کا جائزہ لیا ہے (فکر ونظر:10-14)۔تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ المحدّث الفاصل بین الراوی و الواعی، قاضی ابو محمد الرامہرمزی۔محمد عجاج الخطیب کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔

2۔ معرفة علوم الحدیث۔

ابو عبداللہ الحاکم النیشاپوری (ف:405ھ)۔سید معظم حسین کی تحقیق سے 1937ء میں قاہرہ

سے شائع ہوئی۔اس کا اردو ترجمہ ادارہ ثقافت اسلامیہ۔لاہور نے شائع کیا ہے۔

3۔ المستخرج:

ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی (ف:430ھ) نے امام حاکم کی مذکورہ بالا کتاب کی تکمیل کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ مسائل بیان کئے ہیں جو امام حاکم سے رہ گئے تھے۔اس کا ایک مخطوطہ مکتبہ کوپریلی استنبول میں موجود ہے۔

4۔ الكفايه فی علم الرواية

5۔ الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع

یہ دونوں کتابیں حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (ف:463ھ) کی تصانیف ہیں۔اوّل الذکر 1357ھ میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی، ثانی الذکر پہلے محمود الطحان، اور پھر عجاج الخطیب کی تحقیق کے ساتھ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے۔خطیب بغدادی نے مختلف فنون میں تقریباً سو کے قریب کتابیں تصنیف کی ہیں۔اصول حدیث کے بارے میں ان کی تصانیف کے نام یہ ہیں:

بيان حكم المزيد فی متصل الاسانيد

الفصل للوصل المدارج فی النقل

المسلسلات

المكمل فی بيان المهمل

الرحلة فی طلب الحديث (مطبوع)

الاسماء المبهمه فی الانباء المحكمة (مطبوع)

الاسماء المتواطئة والانساب المتكافئة

تلخيص التشابه فی الرسم و حماية ما أشكل منه عن بوادر التصحيف والوهم (مطبوع)

تالی التلخیص

التبیین الاسماء المدلسین

التفصیل لمبھم المراسیل

تمیز المزید فی متصل الاسانید

رافع الارتیاب فی المقلوب من الاسماء والانساب

روایات الستة التابعین بعضھم عن بعض

روایات الصحابة عن التابعین

روایات الآباء عن الأبناء

السابق واللاحق (مطبوع)

غنیة الملتمس وایضاح الملتبس

المتفق والمفترق (مطبوع)

من حدث و نسی

من وافقت کنیته اسم أبیه مما لا یؤمن من وقوع الخطأفیه

المؤتنف فی تکملة المؤتلف والمختلف

موضح أوھام الجمع والتفریق (مطبوع)

6۔ ما لا یسع المحدث جھله

ابوحفص المیانجی (ف:581ھ) صبحی السامرائی کی تحقیق سے 1387ھ میں بغداد سے شائع ہوئی۔

7۔ الإلماع فی ضبط الروایة و تقیید السماع الی معرفة أصول الروایة۔

قاضی عیاض الیحصبی (ف:544ھ)۔ سید احمد صقر کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔

8۔ علوم الحدیث (المعروف بہ مقدمہ ابن الصلاح)۔

ابوعمرو تقی الدین ابن الصلاح الشہر زوری (ف:643ھ) کی یہ کتاب اس فن کی جامع کتاب ہے جس میں انہوں نے اس فن کے تمام بکھرے ہوئے مسائل یکجا کردیئے ہیں۔

اسی طرح اُردو میں بھی حجیت حدیث پر بیشمار کتب دستیاب ہیں جن میں معترضین کو مسکت جواب دیا گیا ہے۔ یہ خالص علمی موضوع ہے اس لئے اس پر تصنیف شدہ کتب بھی دقیق ہوتی ہیں جو عوام کی اکثریت کی سمجھ سے بالا ہوتی ہیں۔ اس لئے اب مختلف رسائل وجرائد وقتاً فوقتاً حجیت حدیث پر مضامین شائع کرتے ہیں اور اشاعتی ادارے مختصر کتابچے اس عنوان پر شائع کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ دارالتقویٰ اپنی سابقہ اشاعتی روایت کے مطابق حجیت حدیث پر ایک عام فہم مگر جامع کتاب شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس کے تصنیف کی ذمہ داری راقم کو سونپی گئی ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب یہ کتاب قارئین کے ہاتھوں میں ہوگی۔ پیش نظر کتاب **''چالیس احادیث''** ناصحانہ احادیث کو سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ نے جمع کیا تھا۔ پہلے یہ سندھی ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔ اب دارالتقویٰ نے اسے اُردو میں شائع کرنے کا اہتمام کیا تو بھائی عمر فاروق ہنگورو صاحب نے مقدمہ لکھنے کی ذمہ داری راقم پر ڈالی۔ کتاب کے اختصار کے مدنظر طویل مقدمہ اہمیت حدیث وحفاظت حدیث سے متعلق لکھا کہ جہاں قارئین رسول اللہ ﷺ کے فرامین مبارکہ سے مستفید ہوں وہاں انہیں ان محدّثین کی کاوشوں ومحنتوں کا بھی اندازہ ہوسکے جو انہوں نے حدیث کے لئے کی ہیں۔ اس طرح انہیں یہ بھی معلوم ہوسکے کہ حدیث رسول ﷺ کو ردّ کرنے کے لئے جو لوگ مصروف عمل ہیں ان کے لٹریچر اور ان کے سازشوں سے باخبر رہا جائے۔ کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ سنت رسول اللہ ﷺ کو بھی مضبوطی سے تھاما جائے، اسے سمجھا جائے، اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات پر مبنی کتب سے آگاہی حاصل کر کے منکرین حدیث کی ناپاک سازشوں کو ناکام کیا جائے۔

مقدمہ میں زیادہ تر کتابوں کے اقتباسات اس لئے دیئے گئے ہیں تاکہ مطالعہ کے شائقین کو یہ معلوم ہوسکے کہ اس موضوع پر کن کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

دینی مدارس کے منتظمین سے ہماری استدعا ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس آخری مختصر مگر جامع کتاب کو ابتدائی جماعتوں کے نصاب میں شامل کریں تاکہ اس میں درج مختلف موضوعات سے متعلق صحیح احادیث طلبہ کو حفظ کرائی جائیں اور اس کے مقدمہ میں مندرج حجیت حدیث و اہمیت حدیث سے متعلق مختصر معلومات سے طلبہ روشناس ہوسکیں۔ کتابت حدیث کے تاریخی پس منظر اور انکار حدیث کے بارے میں معلومات سے بھی ان کو آگاہی ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ خدمت و دفاع حدیث سے متعلق اپنے اسلاف کی کاوشوں سے باخبر رہیں۔ اس طرح موجودہ دور کے سب سے بڑے فتنے انکارِ حدیث کے خلاف طلبہ کی ذہن سازی آغازِ تعلیم ہی سے ہو سکے گی جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ امید ہے کہ وقت کے تقاضوں کے مدنظر دینی مدارس کے منتظمین ہماری تجویز پر سنجیدگی سے غور کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام محدثین و مصنفین کو اجر جزیل عطا فرمائے جنہوں نے اپنی زندگیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی اشاعت و ترویج کے لئے وقف کر رکھی تھیں جن میں سے ایک قابل قدر ہستی علامہ سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تھی جن کی زندگی کی آخری تصنیف **"چالیس احادیث"** آپ کے ہاتھ میں ہے۔ پڑھیں، عمل کریں، شاہ صاحب کے لئے دعا کریں، ان کے کام کو آگے بڑھانے والوں کا ساتھ دیں۔ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مصنف، مترجم، شائع کنندہ اور راقم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور قارئین کے لئے نفع عام کا سبب بنائے۔

آمین یارب العالمین۔

عبدالعظیم حسن زئی

استاذ جامعہ ستاریہ اسلامیہ گلشن اقبال کراچی

معاون مدیر پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارکانِ اسلام

حدیث نمبر1۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ

(متفق علیه .مشکوۃ کتاب الایمان ج1ص12).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ دوسرا یہ کہ نماز قائم کرنا تیسرا زکوٰۃ ادا کرنا چوتھا حج کرنا اور پانچواں رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

جنت میں داخل کرنے والے اعمال

حدیث نمبر2۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکْ بِہٖ شَیْئًا وَ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَ تُؤَدِّیْ الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ

اِلیٰ هٰذَا (متفق عليه. مشكوٰة كتاب الايمان ج1 ص12).

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا فرض نماز ادا کرنا، فرض زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا تو اس نے کہا اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس میں ذرہ بھر زیادتی اور کمی نہیں کروں گا جب وہ واپس ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر حق

حدیث نمبر3

عَنْ مَعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلىٰ حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مَعَاذُ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلىٰ عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلىٰ اللّٰهِ؟ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلىَ الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلىٰ اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهٖ النَّاسَ؟ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا (متفق عليه مشكوة ج1ص14-13 كتاب الايمان)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا میرے اور نبی ﷺ کے درمیان اونٹ کے پالان کی لکڑی کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! کیا جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ اس شخص کو عذاب نہ دے جو اسکے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں لوگوں کو اسکی خوشخبری نہ سنادوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں خوشخبری نہ دو کیونکہ وہ اس پر توکل کرلیں گے۔ یعنی اعمال میں کوتاہی کریں گے۔

حدیث نمبر 4

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ حَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ بَايِعُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ اَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفّٰی مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَ مَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِی الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ اِلَی اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَ اِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰی ذٰلِكَ (متفق علیہ مشکوۃ کتاب الایمان ج1ص13)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ ان باتوں پر بیعت کرو۔ 1۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے 2۔اور نہ چوری کروگے 3۔اور نہ زنا کروگے 4۔اور نہ کسی کو ناحق قتل کروگے 5۔اور نہ ہی کسی پر جھوٹا بہتان باندھوگے 6۔اور نہ ہی اچھائی کے کاموں میں نافرمانی کروگے۔ تو جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا تو اسکا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جس نے ان میں سے کسی میں نافرمانی کی اور دنیا میں اسے اس کی سزا مل گئی تو وہ سزا اسکا کفارہ بن جائے گی اور اگر

کسی نے ان میں سے کوئی جرم کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسکے گناہوں پر پردہ ڈال دیا تو پھر اسکا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر چاہے تو اسے بخش دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے تو پھر ہم نے ان تمام باتوں پر اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کی۔

گناہوں کا کفارہ

حدیث نمبر 5

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّلٰوٰتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ وَ رَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ (رواہ مسلم . کتاب الصلوٰۃ مشکوۃ ص 57)

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پنج وقتہ نماز اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان میں کئے گئے گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک بڑے (کبیرہ گناہ) سے اجتناب کرتے رہو گے۔

پنج وقتہ نماز کی اہمیت

حدیث نمبر 6

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا (متفق علیہ مشکوۃ کتاب الایمان ج1 ص 57)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بتایئے کہ اگر تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے

تو کیا اس کی میل کچیل میں سے کچھ اسکے (جسم پر) رہے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ میل میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے انکے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ عمل

حدیث نمبر 7

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ؟ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ؟ قَالَ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِیْ

(متفق علیہ مشکوۃ ص58 کتاب الصلوۃ).

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ تمام اعمال میں سے سب سے زیادہ محبوب عمل اللہ کے ہاں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو اپنے مقررہ وقت پر ادا کرنا میں نے عرض کیا کہ اسکے بعد کون سا عمل زیادہ محبوب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا میں نے عرض کیا کہ اسکے بعد کونسا عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتائیں اور اگر میں زیادہ پوچھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بتاتے۔

مسلمان کے مسلمان پر حقوق

حدیث نمبر 8

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِیْلَ مَا ھُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا لَقِیْتَہٗ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَ اِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْہُ وَ اِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَہٗ وَ اِذَا عَطِسَ فَحَمِدَ اللّٰہَ

فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ

(رواہ مسلم مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض و ثواب المرض ص 133)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں عرض کیا گیا کہ وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اس سے ملو اس وقت اسکو سلام کرو اگر وہ تجھے دعوت دے تو اسکی دعوت قبول کرو اور اگر وہ تجھ سے خیر خواہی کا مشورہ طلب کرے تو تم اسکی خیر خواہی کرو اور جب وہ چھینک مارے اور الحمد للہ کہے تو تم اسکو یرحمك الله کے ساتھ جواب دو اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اسکی عیادت کرو اور جب وہ مر جائے تو اسکے جنازے کے ساتھ جاؤ۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا

حدیث نمبر 9

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِیْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الاية

(آل عمران: 180)(رواہ البخاری مشکوۃ ص 155 کتاب الزکاۃ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ اسکی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو وہ مال قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اسکی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ اسکی گردن کا طوق بنے گا اور پھر اسکے دونوں جبڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تمہارا مال اور

تمہارا خزانہ ہوں اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ترجمہ: نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اسکے ساتھ جو فضل (مال) اللہ نے انہیں عطا کیا ہے کہ وہ بخل ان کیلئے اچھا ہے بلکہ وہ بخل ان کیلئے برا ہے اور جس چیز میں بخل کیا ہوگا وہ قیامت کے دن (ان کی گردنوں میں) طوق بنا کر پہنا دی جائے گی۔

حدیث نمبر 10

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ یَکُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا یُؤَدِّیْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِیَ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَعْظَمُ مَا یَکُوْنُ وَ اَسْمَنُهٗ تَطَأُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَ تَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا کُلَّمَا جَازَتْ اُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَیْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ (متفق علیہ مشکوۃ ص 156-155 کتاب الزکوۃ)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس اونٹ، گائے اور بکریاں ہیں اور وہ ان کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرتا تو ان (جانوروں) کو قیامت کے دن موٹا تازہ کر کے لایا جائے گا اور پھر اس شخص کو (وہ مال) اپنے کھروں کے ساتھ روندے گا اور جب آخری جانور گذر جائے گا تو دوبارہ پہلا آنا شروع ہو جائے گا جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔

سخی کی فضیلت اور بخیل کی مذمت

حدیث نمبر 11

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ یَوْمٍ یُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَ یَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا

(متفق علیہ مشکوۃ ص 164 ج1 باب الانفاق و کراهیة الامساک)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر صبح کو بندوں کے پاس دو فرشتے اترتے ہیں ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! تیرے راستے میں خرچ کرنے والوں کو (بدلہ) عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کے مال کو تباہ وبرباد کردے۔

ظلم اور بخل کی سزا

حدیث نمبر 12

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ

(رواہ مسلم مشکوٰۃ باب الانفاق و کراھیۃ الامساک ج 1ص164)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو ظلم سے بچاؤ کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرا بن کر نظر آئے گا اور بخیلی سے بچو کیونکہ تم سے پہلوں کو بخیلی نے ہلاک کیا کہ انہیں خونریزی اور حرام کے کاموں میں کود پڑنے پر مجبور کیا۔

صدقے کی فضیلت

حدیث نمبر 13

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّىْ اَحَدُكُمْ فُلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ

(متفق علیہ مشکوٰۃ ج 1 ص 167 باب فضل الصدقۃ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنی پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر خیرات کی اور اللہ تعالیٰ پاک کمائی کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں گھماتا ہے پھر اس (صدقے) کو ایسے پالتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ) ایک بڑے پہاڑ کے برابر ہو جائے گا۔

قرآن کے متعلم اور معلم کی فضیلت

حدیث نمبر 14

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ (رواہ البخاری مشکوٰۃ ج 1 ص 183 کتاب فضائل القرآن)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب میں سے وہ شخص بہترین ہے جو خود قرآن سیکھے اور پھر دوسروں کو سکھائے۔

دعا کی قبولیت کی شرائط

حدیث نمبر 15

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحْمٍ مَالَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يُسْتَجَابُ لِیْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَالِكَ وَ يَدَعُ الدُّعَآءَ

(رواہ مسلم مشکوٰۃ ج 1 ص 194 کتاب الدعوات)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دعا نہیں کرتا اور جب تک وہ عجلت (جلد بازی) سے کام نہیں لیتا پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ عجلت سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کہے گا کہ میں نے بہت دعائیں مانگیں مگر قبول نہیں ہوئیں پھر وہ ناامید ہو کر دعا مانگنا چھوڑ دیتا ہے۔

رمضان کی فضیلت

حدیث نمبر 16

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ فِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَ سُلْسِلَتْ الشَّیَاطِیْنُ وَ فِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ

(متفق علیہ مشکوٰۃ ج 1 ص 173 کتاب الصوم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

روزہ، قیام اللیل اور لیلۃ القدر کی فضیلت

حدیث نمبر 17

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ

اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(متفق علیہ مشکوۃ ج1ص 173 کتاب الصوم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اسکے سابقہ سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے ایمان اور ثواب کی امید کیساتھ رمضان میں قیام کیا اسکے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان اور ثواب کی امید کیساتھ لیلۃ القدر کا قیام کیا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

روزہ دار کی فضیلت اور روزے کے آداب

حدیث نمبر 18

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصِّيَام فَاِنَّهٗ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَ طَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَ اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَ لَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ امْرَءٌ صَائِمٌ (متفق علیہ مشکوۃ ج 1ص173 کتاب الصوم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدم کی اولاد کا ہر عمل بڑھا کر دُگنا کردیا جاتا ہے ایک نیکی سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی

ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مگر روزہ صرف میرے لئے ہے اسکا بدلہ بھی میں خود اسکو دوں گا میرے لئے وہ اپنی خواہش اور کھانا چھوڑ دیتا ہے روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک وعنبر کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ (گناہوں کے لئے) ڈھال ہے جس دن تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ اس وقت بیہودہ گوئی اور شور شرابہ نہ کرے اور اگر کوئی اسے گالی دے یا جھگڑا کرے تو اسے کہے میں روزہ سے ہوں۔

حج کی فضیلت

حدیث نمبر 19

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (متفق علیہ مشکوۃ ج 1ص 221 کتاب المناسک)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی رضا کی خاطر حج کیا اور پھر بیہودہ گوئی نہیں کی اور نہ ہی نافرمانی کا کوئی کام کیا تو وہ ایسے واپس آئے گا جیسے اسی دن اسے اسکی ماں نے جنا ہو۔

رمضان میں عمرے کی فضیلت

حدیث نمبر 20

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً (متفق علیہ مشکوۃ ج1ص 221 کتاب المناسک)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے

شک رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

یوم عرفہ کی فضیلت

حدیث نمبر 21

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يَّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَ اِنَّهٗ لَيَدْنُوْا ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ

(رواه مسلم مشکوٰة ج1ص228باب الوقوف بعرفة)

سیدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کوئی دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفات کے دن سے بڑھ کر لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو اور بے شک اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے پھر فرشتوں میں ان (روزے داروں پر) فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ انھوں نے کیا ارادہ کیا ہے۔

محنت کی عظمت

حدیث نمبر 22

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ

(رواه البخاری مشکوة باب الکسب وطلب الحلال ج1ص 241)

سیدنا مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نے بھی کبھی اس سے بڑھ کر اچھا کھانا نہیں کھایا جو اسکے ہاتھ کی کمائی سے ہو بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی داوٗد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی میں سے کھاتے تھے۔

حلال رزق کھانے کی فضیلت

حدیث نمبر 23

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهِ طَیِّبٌ لَا یُقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَّ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهٖ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَ قَالَ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَاءِ یَارَبِّ یَا رَبِّ وَ مَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَ مَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَ مَلْبَسَهٗ حَرَامٌ وَ غُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ

(رواہ مسلم مشکوٰۃ ج1ص 241باب الکسب و طلب الحلال)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک کے علاوہ کوئی دوسری چیز قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہ حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے رسولوں کو دیا تھا چنانچہ فرمایا کہ ”اے ایمان والوان پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے آپ کو دی ہیں“ (البقرہ) پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کرتا ہے پراگندہ حالت میں ہوتا ہے اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے (کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اسکا کھانا حرام کا اور پینا حرام کا اور لباس حرام کا ہے اور اسکی پرورش حرام مال سے ہوئی ہے تو پھر ایسے شخص کی دعا کہاں قبول ہوگی۔

حدیث نمبر 24

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَ بَیْنَهُمَا مُتَشَابِهَاتٌ لَّا یَعْلَمُهُنَّ كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقٰی

الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَ عِرْضِهٖ وَ مَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعَىْ حَوْلَ الْحِمٰي يُوْشَكُ اَنْ يَرْتَعَ فِيْهِ اَلَا وَ اِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَ اِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ

(متفق علیه مشکوۃ باب الکسب و طلب الحلال ج1ص 241)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہ والی چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے پھر جو شخص شبہ والی چیزوں سے بچ گیا تو اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شخص شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں داخل ہو گیا اس چرواہے کی طرح جو چراگاہ کے اردگرد (مویشی) چرارہا ہے قریب ہے کہ اس میں اندر داخل ہو جائے خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ حرام کردہ چیزیں ہیں خبردار! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہو گا تو سارا جسم صحیح ہو گا اور اگر وہ خراب ہو گا تو سارا جسم خراب ہو جائے گا خبردار! وہ دل ہے۔

سود کی مذمت

حدیث نمبر 25

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبٰوْ وَ مُؤْكِلَهٗ وَ كَاتِبَهٗ وَ شَاهِدَيْهِ وَ قَالَ هُمْ سَوَاءٌ (رواہ مسلم مشکوۃ ج1ص 244 باب الربوا)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے اور اس کے لکھنے والے اور گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ یہ

سب لوگ اسکے (گناہ میں) برابر ہیں۔

کبیرہ گناہ

حدیث نمبر 26

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ اَنْ تَدْعُو لِلّٰهِ نِدًّا وَّ هُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَیُّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْیَةَ اَنْ یُّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَیُّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَهَا وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ الایه

(متفق علیه مشکوۃ ج1ص16باب الکبائر و علامات النفاق)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے ساتھ شریک بناؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ اسکے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرو وہ تمہارے ساتھ نہ کھائے۔ پھر اس نے پوچھا کہ اسکے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اسکی تصدیق اتاردی۔ ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو نہیں پکارتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے قتل کرنا حرام کیا ہے سوائے حق کے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔

سات ہلاک کرنے والے گناہ

حدیث نمبر 27

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِجْتَنِبُوا

السَّبۡعَ الۡمُوۡبِقَاتِ قَالُوۡا یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَ مَا هُنَّ؟ قَالَ اَلشِّرۡكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحۡرَ وَ قَتۡلُ النَّفۡسِ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَکۡلُ الرِّبٰو وَ اَکۡلُ مَالِ الۡیَتِیۡمِ وَالتَّوَلِّیۡ یَوۡمَ الزَّحۡفِ وَ قَذۡفُ الۡمُحۡصَنَاتِ الۡمُؤۡمِنَاتِ الۡغَافِلَاتِ (متفق علیہ مشکوۃ ج1ص17باب الکبائر و علامات النفاق)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات بڑے ہلاک کردینے والے گناہوں سے بچو۔عرض کیا گیا کہ وہ کون سے ہیں؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ ایک تو یہ کہ ① اللہ کے ساتھ شریک بنانا۔ ② کسی جان کو ناحق قتل کرنا۔ ③ جادو کرنا۔ ④ سود کھانا۔ ⑤ یتیم کا مال کھانا۔ ⑥ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔ ⑦ پاک دامن اور بے خبر مومن عورت پر تہمت لگانا۔

منافق کی نشانیاں

حدیث نمبر 28

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عَمۡرٍو قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اَرۡبَعٌ مَنۡ کُنَّ فِیۡهِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَ مَنۡ کَانَ فِیۡهِ خَصۡلَةٌ مِّنۡهُنَّ کَانَتۡ فِیۡهِ خَصۡلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا اِذَا اُؤۡتُمِنَ خَانَ وَ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَّ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَ اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

(متفق علیہ مشکوۃ ج1ص17باب الکبائر و علامات النفاق)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں چار عادات (نشانیاں) پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا۔اور جس میں ان میں سے کوئی ایک عادت ہوگی تو وہ نفاق کی علامت ہے۔جب تک وہ اس کو چھوڑ نہ دے۔

جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔اور جب بولے تو جھوٹ بولے۔جب وعدہ کرے تو دھوکہ دے۔اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔

مقروض اور تنگ دست سے نرمی کرنے والے کی فضیلت

حدیث نمبر 29

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ کَانَ رَجُلٌ یُدَایِنُ النَّاسَ فَکَانَ یَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَیْتَ مُعَسِّرًا تَجَاوَزْ وعَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِیَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ(متفق علیه مشکوة ج1ص 251باب الافلاس والانظار)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص لوگوں کو قرض دیتا تھا اور پھر خادم کو کہتا تھا کہ جب تم کسی تنگ دست کے پاس آؤ تو اس سے درگزر کرنا امید ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگذر فرمادے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ شخص اللہ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے درگزر فرمادیا۔

حدیث نمبر 30

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعَسِّرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ

(رواہ مسلم مشکوۃ ج1ص 251باب الافلاس والانظار)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا اسے معاف کردیا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی تکالیف سے نجات دے گا۔

شہید کی عظمت

حدیث نمبر 31

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَیْرَ مُدْبِرٍ یُّکَفِّرُ اللّٰہُ عَنِّیْ خَطَایَایَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَعَمْ فَلَمَّا اَدْبَرَ نَادَاہُ فَقَالَ نَعَمْ اِلَّا الدَّیْنُ کَذٰلِکَ قَالَ جِبْرَئِیْلُ (رواہ مسلم مشکوۃ ج1ص252باب الافلاس والانظار)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی امید کے ساتھ اور میں (میدان جنگ میں) آگے بڑھنے والا ہوں پیچھے ہٹنے والا نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو مٹا دے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ۔ جب وہ واپس ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو آواز دی اور کہا کہ ہاں سوائے قرض کے اور اسی طرح جبرئیل نے کہا ہے۔

کسی کی زمین غصب کرنے والے کی سزا

حدیث نمبر 32

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّہٗ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ

(متفق علیہ مشکوۃ ج1ص254باب الغصب والعاریۃ)

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک بالشت کے برابر ناحق کسی سے زمین چھینی تو اسے قیامت کے روز

سات زمینوں کا طوق بنا کر پہنایا جائے گا۔

چور اور ظالم کی سزا

حدیث نمبر 33

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَ قَدْ اٰضَتِ الشَّمْسُ وَ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ صَلٰوتِيْ هٰذِهٖ لَقَدْ جِيْءَ بِالنَّارِ وَ ذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَاَخَّرْتُ مَخَافَةً اَنْ يُصِيْبَنِيْ مِنْ لَفْحِهَا وَ حَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ وَ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهٖ فَاِنْ فُطِنَ لَهٗ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِيْ وَ اِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهٖ وَ حَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةَ الَّتِيْ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰي مَاتَتْ جُوْعًا ثُمَّ جِيْءَ بِالْجَنَّةِ وَ ذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَقَدَّمْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدَيْ وَ اَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرَتِهَا لِتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ بَدَ اِلَيَّ اَنْ لَّا اَفْعَلَ (رواہ مسلم مشکوۃ ج1ص255باب الغصب والعاریۃ)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا اس دن جب آپ ﷺ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو (دو رکعت) نماز پڑھائی جس میں چھ رکوع اور چار سجدے کیئے گئے پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو سورج اپنی اصلی حالت میں لوٹ چکا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے اسے اس نماز میں دیکھا ہے۔ بے شک جہنم کو لایا گیا جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا اس ڈر سے کہ کہیں مجھے اس کا

شعلہ (تپش) پہنچے یہاں تک کہ میں نے اس میں چھڑی والے کو بھی دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں گھسیٹ رہا ہے اس لئے کہ وہ حاجیوں کے سامان کو لکڑی سے چوری کرتا تھا اور اگر پتا چل جاتا تو وہ کہتا کہ اچانک سامان لکڑی میں اٹک گیا تھا اور پتا نہ چلتا تو وہ اسے لے جاتا۔ اور اس آگ میں میں نے بلی والی عورت کو بھی دیکھا جس نے بلی کو باندھ دیا تھا اور نہ اس کو کھانا دیا اور نہ اسے چھوڑا تا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھائے یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں بھوکی مرگئی۔ پھر جنت کو لایا گیا وہ اس وقت جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں آگے بڑھ رہا تھا یہاں تک کہ اپنی جگہ پر آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھایا اور میں نے ارادہ کیا کہ جنت کے میووں میں سے کچھ لے لوں تا کہ تم اسے دیکھ لو پھر میرے لئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ میں ایسے نہ کروں

دین دار عورت سے نکاح کرنے کی فضیلت

حدیث نمبر 34

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

(متفق علیہ مشکوٰۃ ج2ص268 کتاب النکاح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اسکی مالداری کی وجہ سے۔ اسکے حسب نسب کی وجہ سے۔ اسکے حسن کی وجہ سے۔ اسکے دین کی وجہ سے۔ تو تم دین دار کو حاصل کرنا تیرے دونوں ہاتھ بابرکت ہوں۔

ناحق قتل کی سزا

حدیث نمبر 35

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ

مِّنْ دِيْنِهٖ مَالَمْ يَصِبْ دَمًا حَرَامًا (رواہ البخاری مشکوۃ ج2ص299 کتاب القصاص)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ہمیشہ اپنے دین کی کشادگی یعنی رحمت میں رہتا ہے جب تک وہ حرام خون کو نہیں پہنچتا یعنی ناجائز خون بہانا اور قتل کرنا۔

شراب کی حرمت اور شرابی کی سزا

حدیث نمبر 36

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَسَاَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ شَرَابٍ يَشْرِبُوْنَهٗ بِاَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَّةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَ مُسْكِرٌ هُوَ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ يَّشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهٗ مِنْ طِيْنَةِ الْخِبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا طِيْنَةُ الْخِبَالِ؟ قَالَ عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ

(رواہ المسلم مشکوۃ ج2ص317باب بیان الخمر و وعید شاربھا)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے آیا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا مکئ والی شراب کے بارے میں جو ان کے ملک میں پی جاتی تھی جسے مزر بھی کہا جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا وہ نشہ آور ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا عہد ہے جو شراب پیتا ہے اسے طینۃ الخبال پلائی جائے گی اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم طینۃ الخبال کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جہنمیوں کا پسینہ ہے یا ان کی پیپ۔

حدیث نمبر 37

عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ النَّبِيُّ اِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ

(رواہ مسلم مشکوۃ ج2ص317باب بیان الخمر و وعید شاربھا)

سیدنا وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید نے شراب کے بارے میں نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا تو اس نے کہا کہ میں اسے دوا کے طور پر استعمال کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔

جھوٹی قسم کی سزا

حدیث نمبر 38

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَ مَوْتٍ وَرَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذَا غَلَبَنِيْ عَلٰى اَرْضٍ لِّيْ وَ قَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِيْ وَ فِيْ يَدِيْ لَيْسَ لَهُ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ اَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اَدْبَرَ لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهِ لِيَاْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ

(رواہ مسلم مشکوۃ ج2ص327باب الاقضیۃ والشہادات)

سیدنا علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص حضرموت سے آیا اور ایک شخص کندہ سے آیا تو حضرمی شخص نے کہا کہ

اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے اور کندی نے کہا کہ وہ زمین میری ہے اور اس پر اسکا کوئی حق نہیں ہے تب رسول اللہ ﷺ نے حضرمی سے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب تیرے لئے اس پر قسم ہے یعنی تجھے اس سے قسم لینی ہے۔ (حضرمی) نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ شخص فاسق ہے جس چیز پر قسم اٹھاتا ہے اسکی پرواہ نہیں کرتا اور یہ کسی چیز سے بھی احتیاط نہیں کرتا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس قسم کے علاوہ تیرے لئے اور کچھ نہیں ہے پھر وہ کندی شخص قسم اٹھانے کے لئے چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب اس نے پیٹھ پھیری اگر اس نے اس کے مال پر اس لئے قسم اٹھائی ہے کہ وہ اسکا مال ناحق کھالے تو وہ ضرور اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے منہ موڑنے والا ہوگا۔

مجاہد کی فضیلت

حدیث نمبر 39

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ انْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِهٖ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا اِیْمَانٌ بِیْ وَ تَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ اَنْ اَرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

(متفق علیہ مشکوۃ ج2ص329 کتاب الجهاد)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا ذمہ اٹھایا ہے جو اسکی راہ میں نکلا اس کو صرف مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کے علاوہ کسی دوسری چیز نے گھر سے نہیں نکالا میں اسے اسکے حاصل کرنے والے اجر کے ساتھ لوٹاؤں گا یا غنیمت کے ساتھ یا اسے میں جنت میں

داخل کروں گا۔

حرام جانور اور پرندہ

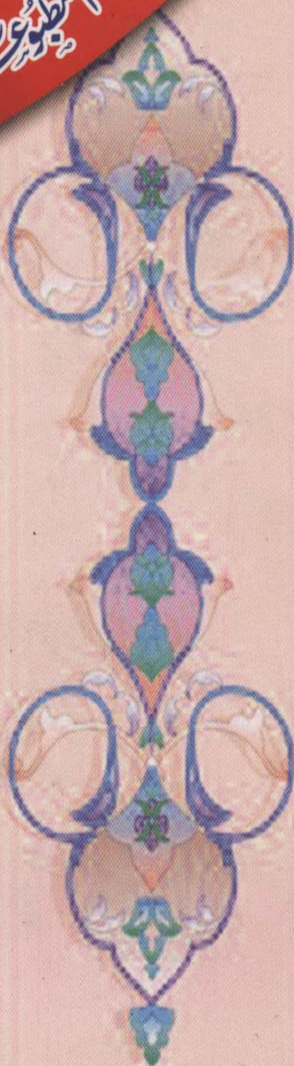
حدیث نمبر 40

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَ كُلِّ ذِىْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ

(رواہ مسلم مشکوۃ ج2ص359باب ما یحل اکلہ وما یحرم)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ناخن والے چیر پھاڑ کرنے والے جانور اور پنجے میں پکڑ کر کھانے والے پرندے سے منع فرمایا۔

ہماری چند اہم مطبوعات



جادو کا علاج

احکام رمضان

مسلمان عورتوں کی پانچ سو نصیحتیں

مسلمان خواتین کے مخصوص مسائل

محرم الحرام

عید میلاد النبی

عقیدے

انکشاف